اسلام کے عائلی قوانین کی تفہیم میں اہلِ علم کی رائے اور مسئلہ کی وضاحت میں ان کا تطبیقی پہلو

Exploring Islamic Family Laws: an academic examination of scholarly perspective and practical implications for issue clarification

Zabih ullah
Ph.D scholar department of Islamic Studies
SBBU Sheringal Dir Upper
Email: Zabihullah50@gmail.com

Muhammad Fazli Haq
Ph.D scholar department of Islamic Studies
SBBU Sheringal Dir Upper
Email: fazlihaqbarq@gmail.com

Shahid Iqbal
Ph.D scholar department of Islamic Studies
SBBU Sheringal Dir Upper
Email: Shahidiqba222@gmail.com

ABSTRACT

Islam provides a comprehensive framework for addressing all aspects of life, including family matters. Pre-Islamic Arabian society faced numerous challenges in family life, with each tribe and region adhering to unique customs and norms. Women were sometimes maltreated, while in other instances, they were granted authority. The status of men also varied significantly, with some being slaves and others holding leadership positions. No specific guiding principles were established for both genders; instead, they abided by the societal and tribal norms that prevailed. Sometimes, these norms also got disrupted. The advent of Islam brought about significant changes, resolving these issues and establishing a set of principles and regulations. Islamic family laws safeguard domestic life, delineating responsibilities, conduct, and social positions for both women and men.

Islamic scholars, over time, have elaborated on these laws, considering the context and circumstances of their application. In doing so, they have identified societal barriers, misconceptions, and ambiguities. This paper elucidates the understanding of Islamic family laws and highlights contemporary challenges in applying these principles.

Keywords: Family Laws, Scholars, Opinions and Justification, Understanding, Implications

اسلام میں زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ عائلی زندگی جو دورِ جاہلیت میں بہت سارے مشکلات سے دوچار تھی۔ ہر قبیلے اور ملک کے اپنے اپنے اصول تھے۔ کہیں پہ عورت ذات کو نشانہ بنا جارہا تھا تو کہیں پہ ان کو اختیارات سونپ دیئے گئے تھے۔ مرد کی حیثیت بھی ہر جگہ مختلف تھی۔ کہیں پہ غلام تھا تو کہیں پہ سربراہ تھا۔ دونوں کے لیے کوئی خاص اصول متعین نہیں تھے۔ بس معاشرتی اور قبائلی اصول تھے جن کے تحت وہ زندگی گزار رہے تھے۔ بعض اوقات یہ اصول بھی روندے جاتے تھے۔ اسلام کی آمد سے یہ تمام مسائل حل ہوئے اور ان کو ایک اصول وضوابط کے تحت لایا گیا۔ اسلام کے عائلی قوانین سے خانگی زندگی کو تحفظ ملا۔ عورت مرد دونوں کی ذمہ داریوں، سلوک اور مقام و مرتبے کا تعین کیا گیا۔

عائلی قوانین کی تعریف

"عائلی قوانین" اصل میں دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ اور ہر ایک کا اپنا معنی ہے۔ دونوں کے معنی سمجھنے کے بعد ہی سمجھ میں آئے گا کہ عائلی قوانین کا مطلب کیا ہے اور اس کی اصطلاحی مراد کیا لی جانی چاہیے۔ سب سے پہلے اس کا مطلب اور مراد کی وضاحت اور پھر اسلام کے عائلی قوانین کی تشریح کرتے ہیں۔

قانون کی لغوی تعریف

قانون کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر تنزیل الرحمٰنؒ فرماتے ہیں:

" قانون ایک یونانی لفظ ہے جو سریانی کے ذریعے عربی میں آیا۔ اس کے اصلی معنی "مسطر" کے ہیں۔ بعد میں یہ لفظ قاعدہ کلیہ کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

اصطلاحی تعریف

قانون اپنے عام اصطلاحی معنی میں "باہمی سلوک اور روابط کے مجموعہ اقدار" کا نام ہے جب کہ اپنے قدیم معنی میں "اہل حکومت کی مرضی اور فرمان" کا دوسرا نام قانون تھا۔

زمانہ قدیم میں لفظ " قانون " کا اطلاق دینی امور اور دنیاوی معاملات دونوں پر ہوتا تھا۔ لیکن بعد میں مغربی اقوام کے فلسفہ قانون کے تحت اس کا استعمال دنیاوی معاملات کے لیے حکومت کے وضع کردہ قواعد کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ قانون اپنے موجودہ معنی میں انسانی زندگی کو منضبط کرنے کے لیے قواعد وضوابط کے ایسے مجموعے کا نام ہے جو افراد کی رضامندی سے مرتب کیا جائے اور حکومت اسے نافذ کرے(1)۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اصل میں قانون کسی خاص دائرہ میں محدود نہیں ہے، نہ دنیاوی معاملات میں اور نہ دینی معاملات میں۔ بلکہ اس سے مراد قواعد وضوابط ہیں، خواہ وہ دینی امور کے ہوں یا دنیاوی امور کے۔ اگرچہ مغربی

فلسفہ قانون نے اسے دنیاوی معاملات میں محدود کرر کھا ہے۔ کیونکہ دین ان کا موضوع ہی نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے یہ ابھی بھی عام رکھنا چاہیے، خواہ وہ افراد نے بنائے ہوئے ہوں یا شریعت کے بتائے ہوئے ہوں۔

عائل، معنی ومفہوم

ابراہیم مصطفیٰ المعجم الوسیط میں کہتے ہیں:

" العائل)النبات الذي يعتمد عليه نباتآخرطفيلي ويستمدمنه غذاءه،(العائلة)من يضمهم بيت واحدمن الآباء والأبناءوالأقارب وهي فاعلة بمعنى مفعولة (2)

عائل ان پودوں کو کہا جاتا ہے جو دوسروں پر اعتماد کیے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں، اور ان سے غذا حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ اور عائلۃ سے ان لوگوں کا مجموعہ مراد ہے جو ایک گھر میں جمع ہوں، یعنی والدین، بچے اور رشتہ دار۔

معجم لغۃ الفقہاء میں عائلہ کے معنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" العائلة: اسم فاعل بمعنى مفعول: من يعولهم الشخص من يضمهم بيت الرجل. " (3)

لفظ "عائلہ" اسم فاعل ہے بمعنی مفعول۔ جس کا معنیٰ ہے کہ جن کی ایک شخص کفالت کرتا ہو۔

عائلہ نام ہے ایک خاندان اور کنبے کا جو ماں، باپ، والدین، بچوں اور زوجین وغیرہ پر مشتمل ہوں۔

عائلی قوانین کی اصطلاح

عائلی قوانین کی اصطلاح ہر جگہ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ مناکحات میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر تنزیل الرحمن اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں:

" عرب میں "مناکحات" سے متعلق احکام کے لیے بالعموم " قانون الاحوال الشخصیۃ" کی اصطلاح رائج ہے جبکہ معاملات کے لیے قانون المدنی اور عقوبات کے لیے قانون الجنائی کی اصطلاحیں رواج پا چکی ہیں۔ ہندو پاک میں انگریزوں کے تسلط کے زیر اثر مسلمانوں کے مناکحات سے متعلق احکام کے لیے شخصی قانون(personal law) کی اصطلاح رائج ہوئی جو دراصل فرانسیسی اصطلاح(le statu personnele) سے ماخوذ تھی۔ پاکستان میں شخصی قوانین کی جگہ عائلی قوانین کی اصطلاح اختیار کی گئی ہے۔ (4)

یعنی ہندوستان اور عرب کی اصطلاح اس میں ایک ہی ہے کہ مناکحات کے قوانین کو شخصی قوانین سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اور پاکستان میں مناکحات کے لیے عائلی قوانین کی اصطلاح استعمال ہوا کرتی ہے۔

مسلم پرسنل لا کی اصطلاح

مسلم پرسنل لا کی اصطلاح کا پس منظر یہ ہے کہ یورپ میں نشاۃ ثانیہ کے دور میں مذہب کو سیاست سے بالکل دور اور الگ کر کے ایک پرائیویٹ معاملہ قرار دیا گیا۔ خدا کا عقیدہ اور ایمان، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسی طرح نکاح، طلاق اور

وراثت جیسے مسائل کو شخصی قرار دیا گیا۔ اسی تصور کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوستان میں انگریزوں نے ان مسائل کے لیے "پرسنل لا" کی اصطلاح وضع کی۔ اسلامی تصور دین کے نظر سے یہ اصطلاح بالکل غلط ہے۔ اسی کی وضاحت کرتے ہوئے سید احمد عروج فرماتے ہیں:

"یہ اصطلاح اسلامی تصور دین کے نقطہ نظر سے بالکل غلط ہے۔ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ اس کو مسلم لا قرار دیا گیا، حالانکہ نکاح، طلاق وغیرہ کا قانون اسلامک لاء ہے اور اس اعتبار سے بھی غلط ہے کہ اس کو پرسنل لا کہا گیا ہے، حالانکہ یہ قانون حقیقی معنی میں شخصی نہیں، بلکہ معاشرتی ہے۔ مسلم قوم کی بنیاد کسی وطن، نسل یا زبان یا رنگ پر نہیں ہے، بلکہ اسلام پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم پرسنل لا جن قوانین کا مجموعہ ہے وہ صرف ہندوستانی مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا ہے۔ یہ کوئی قومی اور وطنی مسئلہ نہیں بلکہ ہمارا ملی مسئلہ ہے اور ملت اسلامیہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔"(5)

عائلی قوانین کی اہمیت بحیثیت دین

عائلی قوانین کی دین اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے، اس کی پاسداری سے ایک اچھے خاندان کی تشکیل ہوتی ہے اور خاندانوں سے معاشرے بنتے ہیں۔ جس کا معنیٰ یہ ہوا کہ پوری انسانی دنیا میں شرافت، اخلاق اور ایک صالح اور ماڈل معاشرے کی بنیاد خاندان ہے۔ اس کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر رضی الاسلام صاحب اسلام کے عائلی نظام میں لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں جس تفصیل سے نکاح، طلاق، خلع اور وراثت کے احکام بیان کیے گئے ہیں اتنی تفصیل سے نماز، زکوٰۃ، روزے اور حج کے احکام بھی بیان نہیں کیے گئے ہیں۔ اس کی توجیہ جو کچھ بھی کی جائے، اللہ تعالی کے نزدیک ان احکام کی اہمیت سے کوئی مومن انکار نہیں کر سکتا۔ احادیث نبوی کا حال یہ ہے کہ اگر صرف کتاب النکاح کی احادیث کے ترجمے کرکے ان کی تشریح کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔"(6)

عائلی قوانین کی اہمیت بحیثیت تہذیب

اسلامی معاشرے پر عائلی مسائل کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ جب عائلی نظام ٹھیک ہو تو ٹھیک معاشرہ بنے گا، ورنہ معاشرہ بگڑ جائے گا۔ مولانا مودودی عائلی قوانین کا تہذیب پر اثر اور اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"نکاح کے سلسلے میں اسلام کا ایک قانون یہ ہے کہ اہل اسلام اور اہل شرک وکفر کے درمیان رشتہ مناکحت قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو اس اختلاط سے ایمان واسلام کے لیے خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ سورۃ البقرہ میں یہ قانون تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ " (7)

تم مشرک عورتوں سے ہر گز نکاح نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ایک مومن لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کرلیں گے۔

اس کی تشریح میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے:

"عورت اور مرد کے درمیان نکاح کا تعلق محض ایک شہوانی تعلق نہیں ہے۔بلکہ وہ ایک گہرا تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے۔مومن اور مشرک کے درمیان اگر یہ قلبی تعلق ہو تو جہاں اس امر کا امکان ہے کہ مومن شوہر یا بیوی کے اثر سے مشرک شوہر یا بیوی پر اور اس کے خاندان اور آئندہ نسل پر اسلام کے عقائد اور طرز زندگی کا نقش ثبت ہوگا، وہیں اس امر کا بھی امکان ہے کہ مشرک شوہر یا بیوی کے خیالات اور طور طریقوں سے نہ صرف مومن شوہر یا بیوی بلکہ اس کا خاندان اور دونوں کی نسل تک متاثر ہو جائے گی۔اور غالب امکان اس امر کا ہے کہ ایسے ازدواج سے اسلام اور کفر و شرک کی ایک ایسی معجون مرکب اس گھر اور اس خاندان میں پرورش پائے گی، جس کو غیر مسلم خواہ کتنا ہی پسند کریں، مگر اسلام کسی طرح پسند کرنے کے لیے تیار نہیں ہے"(8)

اسلامی عائلی قوانین

عائلی قوانین، نکاح، طلاق، خلع، ظہار اور میراث وغیرہ کو کہا جاتا ہے۔لیکن اس مقالے میں ہمارے پیش نظر نکاح اور طلاق سے متعلق مسائل ہیں، لهٰذا اس کی وضاحت کرتے ہیں:

نکاح کی لغوی تعریف

نکاح، لغت میں ضم کرنا، ایک چیز کو دوسرے میں داخل کرانے کو کہتے ہیں۔پھر اس کا اطلاق حقیقی وطی پر ہوتا ہے اور مجازاً اس کا معنی ہے عقد۔زجاج کہتے ہیں کہ کلام عرب میں نکاح وطی اور عقد دونوں کو کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف

اس میں تین اقوال ہیں۔

اول :۔ نکاح کا لفظ وطی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجازا استعمال ہوتا ہے۔ یہ احناف کا قول ہے اور ایک قول شوافع کا بھی ہے

دوسرا:۔ حقیقی معنی عقد ہے اور مجازا وطی کو کہا جاتا ہے۔ یہ قول راجح ہے، کیونکہ قرآن وسنت میں اکثر عقد کے معنی میں استعمال ہوا ہے، حتی کہ بعض لوگوں نے کہا ہیں کہ " لم يرد في القرآن إلاّ للعقد، "کہ قرآن میں صرف عقد ہی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

تیسرا قول:۔ نکاح کا لفظ دونوں کے لیے بولا جاتا ہے، اور اس کو زجاجیؒ نے ترجیح دی ہے [(9)]

اور اسی طرح حافظ ابن حجرؒ بھی اس آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں"

وهذا الذي يترجح في نظري وإن كان أكثر ما يستعمل في العقد"[(10)]

یہ میرے نزدیک راجح ہے اگرچہ اکثر عقد کے معنی میں استعمال ہو رہا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰنؒ تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں زوجین کو ایک دوسرے پر ہر ایسے استمتاع کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے جس کی شرع میں اجازت ہو۔[(11)]

اہمیت، انفرادیت

انسان فطری طور پر اجتماعیت پسند ہے۔ اور اجتماعیت میں رہنا چاہتا ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ اسلام فطری دین ہے۔ انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ دوسری بات یہ کہ انسان کے دونوں اصناف یعنی مرد اور عورت پھر ایک دوسری اجتماعیت کے متمنی ہوا کرتے ہیں، جس کے دونوں فطری طور پر محتاج ہیں اور یہ ان کی ضرورت ہے۔ اور یہی ایسی ضرورت ہے کہ جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے، یعنی جنسی خواہش۔ ابھی انسان اور جانور میں فرق تو ہو گیا کہ جانور بے مہار ہیں۔ ان کے لیے کوئی پابندیاں نہیں۔ ماں ہو، بہن ہو، جو بھی ہو لیکن ایک دوسرے سے اپنی خواہش پوری کرتے رہتے ہیں۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس نے اپنی خواہش ضرور پوری کرنی ہے لیکن دائرہ کے اندر، تاکہ جانور اور انسان میں واضح فرق ہو پائے۔ پھر انسانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم جو فطرت انسانی کے لیے انتہائی موزوں ہے، نہیں مانتے اور جانوروں جیسا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کو سر خم تسلیم کر کے فطرت کے مطابق اپنی جنسی خواہشات پوری کرتے ہیں، یعنی مسلمان۔ اور خوشحال زندگی بھی گزارتے ہیں۔ اس لیے اسلامی ازدواجی زندگی ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

مولانا مودودی اسلام کے قانون ازدواج کی انفرادیت اور حیثیت کو بیان کرتے ہوئے حقوق الزوجین میں لکھتے ہیں:

" قانون ازدواج ایک ایسا قانون ہے جو قوانینِ تمدن میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ وسیع الاثر ہے۔اسلام میں اس قانون کی اس حقیقی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر اس کی تدوین نہایت صحیح اصولوں پر کی گئی تھی اور مسلمانوں کو ازدواجی معاملات میں اپنے دین سے ایک ایسا صالح، جامع اور مکمل قانون ملا تھا جس کو دنیا کے قوانین ازدواج میں ہر حیثیت سے بہترین کہا جاسکتا ہے "(12)

قانون ازدواج کے مقاصد

قانون ازدواج سے پہلے اس کے مقاصد جاننا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات قوانین کے مقاصد کے عدم علم کی وجہ سے جزئیات میں ایسے احکام نافذ کر بیٹھتے ہیں جس کی وجہ سے قانون کی کوئی قدر باقی نہیں رہ جاتی بلکہ اصل مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

اس حوالے سے مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص مقصد کو سمجھے بغیر احکام نافذ کرے گا تو بہت ممکن ہے کہ کسی جزئی مسئلہ میں وہ ایسا حکم نافذ کر دے جس سے قانون کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے۔اسی طرح جو شخص قانون کے مقصد سے واقف نہ ہو گا وہ قانون کی صحیح اسپرٹ کے مطابق اس کا اتباع نہ کر سکے گا"

لھٰذا پہلے ان مقاصد کی تشریح پیش کی جارہی ہے جن کے لیے اسلام میں ازدواج کا قانون مقرر کیا گیا ہے۔

اخلاق وعفت کی حفاظت

اسلام صفائی پسند دین ہے اور یہ صفائی عام ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا معنوی۔بدن، کپڑے اور لباس کی ہو یا اخلاق اور رویوں کی،سب کے سب مطلوب و مقصود ہیں۔اسی لیے انسان کے اخلاق تمام معنوی گندگیوں سے پاک ہونے چاہییں، جو ازدواج کا مقصد اولین ہے۔سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"اسلام زنا کو حرام قرار دیتا ہے اور نوعِ انسانی کی دونوں صنفوں کو مجبور کرتا ہے کہ اپنے فطری تعلق کو ایک ایسے ضابطے کا پابند بنادیں جو اخلاق کو فحش اور بے حیائی سے، اور تمدن کو فساد سے محفوظ رکھنے والا ہو۔اسی لیے قرآن مجید میں لفظ نکاح کو لفظ احصان سے تعبیر کیا گیا ہے۔حصن قلعہ کو کہتے ہیں اور احصان کے معنی قلعہ بندی کے ہیں۔جو مرد نکاح کرتا ہے وہ محصِن ہے گویا وہ ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے اور جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہے وہ محصَنہ ہے یعنی اس قلعہ کی حفاظت میں آگئی ہے جو نکاح کی صورت میں اس کے نفس اور اس کے اخلاق کی حفاظت کے لیے تعمیر کیا گیا ہے۔قرآن مجید کہتا ہے

"وَأُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوابِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ "(13)

یہ عورتیں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں، ان کے سوا باقی سب عورتیں تم پر حلال کر دی گئیں بشرطیکہ شہوت رانی کے لیے نہیں، بلکہ قید نکاح میں لانے کے لیے تم اپنے اموال کے بدلے میں ان کو حاصل کرنا چاہو۔

پھر عورتوں کے لیے کہتا ہے

"فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ "(14)

پس تم ان کے سر دھروں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور مناسب طور پر ان کے مہر ادا کرو۔ تاکہ وہ محصنات بنیں نہ کہ علانیہ یا چوری چھپے بدکاری کرنے والیاں۔

ان آیات کی معنی و تشریح پر سوچ و تدبر کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ میاں بیوی کے ازدواجی تعلق میں سب سے اہم چیز اور مقصد اخلاق کی عفت و عصمت کی پوری پوری حفاظت ہے، تاکہ ایک صاف اور عفت و عصمت والا معاشرہ وجود میں آجائے۔

مودت ورحمت

ازدواج کا دوسرا اہم مقصد میاں بیوی کے درمیان مودت ورحمت کی مثالی زندگی گزارنی ہے، تاکہ معاشرے کے مناکحت کے ساتھ جو مقاصد متعلق ہیں وہ احسن انداز میں پورے ہو سکیں۔ کیونکہ جب تک ان دونوں کے درمیان پیار محبت اور مودت والا عنصر نہ ہو، اس وقت تک یہ ایک دوسرے کے ساتھ مشترکہ زندگی نہیں گزار سکتے ہیں۔ اور جب تک مشترکہ زندگی گزارنا ان کے درمیان ممکن نہیں تو ظاہری بات ہے کہ اس سے صالح نہیں بلکہ فاسد معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ مولانا مودودی نے اس حوالے سے اپنی کتاب حقوق الزوجین میں تفصیلی بحث کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

"نوع انسانی کی دونوں صنفوں کے درمیان ازدواج کا تعلق مودت ورحمت کی بنیاد پر ہو تاکہ مناکحت سے تمدن و تہذیب کے جو مقاصد متعلق ہیں ان کو وہ اپنے اشتراک عمل سے بدرجہ اتم پورہ کر سکیں اور ان کو اپنی خانگی زندگی میں وہ راحت و مسرت و آرام حاصل ہو سکے جس کا حصول انھیں تمدن کے بالاتر مقاصد پورے کرنے کی قوت بہم پہنچانے کے لیے ضروری ہے"

قرآن کے اس بارے میں انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ زوجین بنانے کا مقصد ہی ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کرنا ہے۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً"(15)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے خود تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے ہیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے،

"هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا "[16]

وہی ہے جس نے تم کو تن واحد سے پیدا کیا اور اس کے لیے خود اسی کی جنس سے ایک جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔

پھر ایک دوسری جگہ اس کو لباس سے تعبیر کر کے کہتا ہے" هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ"[17]

وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس۔

زوجین کو ایک دوسرے کا لباس کہا ہے۔ لباس وہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متصل رہتی ہے اور اس کی پردہ پوشی کرتی ہے اور اس کو خارجی فضا کے مضر اثرات سے بچاتی ہے۔ اس لباس کے استعارہ کو زوجین کے لیے استعمال کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے درمیان مناکحت کا تعلق معنوی حیثیت سے ویسا ہی تعلق ہونا چاہیے جیسا جسم اور لباس کے درمیان ہوتا ہے۔ ان کے دل اور ان کی روحیں ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوں[18]۔

نکاح حصول اولاد کا ذریعہ

نکاح کا مقصد صرف شہوت پوری کرنا نہیں ہے بلکہ اولاد کے حصول کا پاکیزہ ترین ذریعہ ہے۔ جو کہ شریعت کا منشا بھی ہے۔ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ "[19]

محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ تمہاری کثرت کی بنا پر ہی میں سابقہ امتوں کے مقابلے میں فخر کروں گا۔

مسئلہ کفو

خود مسلمانوں کے درمیان بھی شریعت نے ایسے نکاح کو ترجیح دی ہے جس میں محبت، مودت اور الفت کا پہلو نمایاں ہوں، اور اگر اس مقصد میں تھوڑی بہت کمی واقع ہونے کا خدشہ ہو تو شریعت میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح میں میاں بیوی کو اجازت دی گئی ہے کہ نکاح سے پہلے اگر ممکن ہو تو ایک دوسرے کو دیکھ لیں ، اگر ایک دوسرے پسند آئیں تو نکاح کریں ورنہ نہ کریں، حدیث میں ہے جابر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ"[20]

جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے تو اگر ہو سکے تو اسے دیکھ لینا چاہیے کہ آیا اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو اس کو اس عورت سے نکاح کی رغبت دلانے والی ہو۔

اور اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت میں نکاح میں کفو یعنی ہمسری کا لحاظ رکھنا پسند کیا گیا ہے، کف کی حکمت بیان کرتے ہوئے سید مودودی کہتے ہیں:

"جو مرد اور عورت اپنے اخلاق میں ،اپنی دینداری میں، اپنے خاندان کے طور طریقوں میں ،اپنی معاشرت اور رہن سہن میں ،ایک دوسرے سے مشابہت یا کم از کم قریبی مماثلت رکھتے ہوں، ان کے درمیان مودت ورحمت کا رابطہ پیدا ہونا زیادہ متوقع ہے۔ اور ان کے باہمی ازدواج سے یہ بھی توقع کی جاسکتی ہے کہ ان دونوں کے خاندان بھی ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو سکیں"(21)

یعنی نکاح شرعی میں عفت اور پاکیزگی اخلاق کے بعد دوسرا مقصد مودت ورحمت بین الزوجین ہے۔ اس کے لیے شریعت نے کفاءت اور ہم مذہب ہونا شرط ٹھہرایا ہے، تاکہ یہ مقصد فوت نہ ہو جائے۔

الغرض اسلام میں زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔عائلی زندگی جو دورِ جاہلیت میں بہت سارے مشکلات سے دوچار تھی۔ ہر قبیلے اور ملک کے اپنے اپنے اصول تھے۔ کہیں پہ عورت ذات کو نشانہ بنا جارہا تھا تو کہیں پہ ان کو اختیارات سونپ دیئے گئے تھے۔ مرد کی حیثیت بھی ہر جگہ مختلف تھی۔ کہیں پہ غلام تھا تو کہیں پہ سربراہ تھا۔ دونوں کے لیے کوئی خاص اصول متعین نہیں تھے۔ بس معاشرتی اور قبائلی اصول تھے جن کے تحت وہ زندگی گزار رہے تھے۔ بعض اوقات یہ اصول بھی روندے جاتے تھے۔ اسلام کی آمد سے یہ تمام مسائل حل ہوئے اور ان کو ایک اصول وضوابط کے تحت لایا گیا۔ اسلام کے عائلی قوانین سے خانگی زندگی کو تحفظ ملا۔ عورت مرد دونوں کی ذمہ داریوں، سلوک اور مقام ومرتبے کا تعین کیا گیا۔

مصادر و مراجع

[1]) تنزیل الرحمٰن۔ڈاکٹر مجموعہ قوانین اسلام،ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد،1991،ج3،ص832

[2]) ابراهيم مصطفىأحمد الزيات ـحامد عبد القادر ـ محمد النجار، المعجم الوسيط- موافق للمطبوع، دار الدعوة/تحقيق-مجمع اللغة العربية، ج2،ص637

[3]) محمد رواس قلعجي-حامد صادق قنيبي،معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع،الطبعةالثانية، 1408 هـ ،ج1،ص299

[4]) مجموعہ قوانین اسلام،ج3ص834

[5]) عروج قادری۔ مولانا سید احمد، اسلام کے عائلی قوانین ،مرتب،ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشر، نئی دہلی، سن اشاعت، جنوری 2015، ص۔21

[6])اسلام کے عائلی قوانین، ص25

[7])سورۃ البقرۃ۔221

[8])مودودی سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، جون 2009، ج1 ص169 حاشیہ نمبر 237

[9]) حمزة محمد قاسم،منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري،مكتبة دار البيان، دمشق-النشر: 1410 هـ ج5، ص90

[10]) ابن حجر- أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي،فتح الباري شرح صحيح البخاري،،دارالمعرفة- بيروت ، 1379، ج9،ص103

[11])تنزیل الرحمٰن۔ڈاکٹر، مجموعہ قوانین اسلام، ج1، ص57

[12])مودودی۔ سید ابوالاعلیٰ، حقوق الزوجین، اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ لاہور، 1972، ص10

[13])سورۃ النساء۔ آیۃ24

[14])مودودی۔ سید ابوالاعلی، حقوق الزوجین، ص17۔19

[15])سورۃ الروم۔ آیۃ21

[16])سورۃ اعراف۔ آیۃ189

[17])سورۃ البقرۃ۔ آیۃ187

[18])مودودی۔ سید ابوالاعلی، حقوق الزوجین، ص21

[19]) أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني (المتوفى275هـ) ،سنن أبي داود،دار الفكر، ج2-ص220

[20]) أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني (المتوفى : 275هـ)،سنن أبي داود،دار الفكر، ج2،ص228

[21])مودودی۔ سید ابوالاعلی، حقوق الزوجین، ص27